امام ذہبی علیہ الرحمہ کی فن اسماء الرجال میں خدمات

The Services of Imam Zahbi in the field of Asma-ur-rijaal

Asad Lateef
M.Phil Scholar Riphah International University Faisalabad Campus
Email: asadlateef20@gmail.com
Hafiz Muhammad Kashif
PhD Scholar Department of Usool ul Deen University of Karachi
Email: 786kashif2015@gmail.com
Muhammad Noor
PhD Scholar NCBA&E Sub campus Multan
Email: mnoorsaeedi786@gmail.com

Abstract

The prime worldly objective behind Apostleship of the last Prophet (SAWW) was preaching Allah's orders to the people. Among these orders, some were brief in nature while the other were relating to some details. Some orders were about individual and the other about collective life of the people. That is why Sahabah (RTA) and the Tabaeens tried their best to pass on Prophet's teaching pertaining to every matter and problem of life most accurately to the Ummah. Hadith's teaching and learning was in oral form in the early days of Islam. Because it was customary in those days that people having heard something from the teacher used to learn it by heart. Hadith's compiling was started very late. In the pre ahadith compiling period, a few persons were noticed who unintentionally reported false traditions with reference to the last Prophet (SAWW). There were people who otherwise were very honest but due to their impaired memory had made mistakes in narrating the traditions. There were yet those who heard a tradition from an unauthentic narrator. They did not mention the name of its narrator, fearing that people would not accept it. They simply omitted narrator's identity so that people could not recognize the real person. These and many other shortcomings were common among many hadith's narrators. While rendering valuable services to the cause of hadith, its scholars, therefore introduced a branch of knowledge known as 'Asma ur rijaal'. The experts of this knowledge have clearly mentioned the authentic and unauthentic traditionists in the hadith's books. Undoubtedly, Imam Zahbi's books on Asma ur rijaal are a great service to Islam. The great Imam of Asma ur rijaal, Hazrat Shams ud Din Abu Abdullah Mohammad Bin Ahmad Bin Usman Az Zahbi (RTA) died in 748 AH.

Keywords: Services of Imam Zahbi, Asma ur rijaal, Methodology, Tazkarat ul huffaaz, Meezan ul aitadal, Tahzeeb ul Tahzeeb, Alkashif un rijaal e kutube sitta, Seyar o Aalam ul nubala

حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کا دنیاوی مقصد لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ تھا۔ان میں سے کچھ احکام اجمالی نوعیت کے تھے اور کچھ کا تعلق تفصیل سے تھا،کچھ احکام لوگوں کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ احکام اجتماعی زندگی سے متعلق تھے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عِظام نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ زندگی کے ہر مسئلے اور معاملے کے بارے میں حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیم کو صحیح طور پر امت تک پہنچادیا جائے۔ابتدائی دور میں حدیث کی درس وتدریس کا کام زبانی کلامی ہوا کرتا تھا،کیونکہ اس زمانے کا عام رواج بھی یہی تھا کہ لوگ استاذ سے کوئی بات سن کر اسے یاد کرلیتے تھے۔احادیث کی تدوین کا کام بعد کے اَدوار میں شروع ہوا۔تدوین کے زمانے سے پہلے کے دور میں کچھ ایسے افراد سامنے آئے جنہوں نے جھوٹی روایات حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کیں۔کچھ ایسے لوگ تھے جو سچے تھے لیکن روایت بیان کرتے ہوئے حافظے کی خرابی کی وجہ سے غلطی کرجاتے تھے کچھ ایسے لوگ جنہوں نے حدیث کسی غیر مستند راوی سے سنی تھی انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس غیر مستند راوی کے حوالے سے حدیث بیان کی تو کوئی شخص میری روایت کو قبول نہیں کرے گا اسی خوف کے پیش نظر اس نے راوی کا نام گول مول طور پر ذکر کردیا کہ سننے والا اصل شخص کو پہچان نہ سکے۔یہ اور اس طرح کی اور دیگر بہت سی خامیاں،بہت سے راویوں میں پائی جاتی تھیں،محدثین نے حدیث کی خدمت کرتے ہوئے ایک ذیلی علم ایجاد کیا جس کا نام **"اسماء الرجال"** ہے۔اس علم کے ماہرین نے مستند اور غیر مستند راویوں کے اسماء الگ الگ یا ایک ہی تصنیف میں صرف مستند یا صرف غیر مستند راویوں کا ذکر کیا۔راویوں کے حالات اور جرح وتعدیل کے سلسلہ میں جو کتب تحریر کی گئیں انہیں کتب اسماء الرجال کہا جاتا ہے۔ان کتب سے راویوں کے حالات ،ان کی تاریخ پیدائش ووفات ،ان کے شیوخ وتلامذہ،ان کے عقائد،مقام ومرتبہ،رہن سہن،عدالت وصداقت اور علماء کی ان کے بارے میں آراء(جرح وتعدیل)معلوم ہوتی ہیں۔ان کتب کی وجہ سے راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کا نتیجہ نکالنا بہت ہی آسان ہوگیا ہے۔اس فن میں ائمہ حدیث اور اصول حدیث کے ماہرین نے متعدد کتب تحریر کیں چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

1) التاریخ الکبیر مؤلفہ امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری(م256ھ)۔

2) الضعفاء والمتروکون مؤلفہ امام ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی(م264ھ)

3) الضعفاء مؤلفہ امام ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی(م322ھ)

4) الاکامل فی ضعفاء الرجل مؤلفہ امام ابواحمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی(م365ھ)۔

5) الکمال فی معرفۃ اسماء الرجال مؤلفہ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی الجماعیلی(م600ھ)

6) تہذیب الکمال فی معرفۃ اسماء الرجال مؤلفہ یوسف بن عبد الرحمن المزی (م742ھ)

7) تہذیب التہذیب، لسان المیزان مؤلفہ ابو فضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م852ھ)

اس فن کے ماہرین میں ایک مشہور و معروف نام امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) کا بھی ہے۔ آپ کی فن "اسماء الرجال" میں تالیفات، بلاشبہ دین اسلام کی ایک عظیم خدمت ہیں۔ مثلاً "تذکرۃ الحفاظ" جو ثقہ راویوں پر لکھی گئی، "میزان الاعتدال فی نقد الرجال" جو ضعیف، وضّاع اور متروک راویوں پر لکھی گئی،" تذھیب التھذیب الکمال فی اسماء الرجال" جو صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی اور "الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ" بھی اسی موضوع پر ہے، "سیر اعلام النبلاء" جو طبقات پر لکھی گئی ہے، الاعلام بوفیات الاعلام" اور "العبر فی خبر من غبر "یہ دونوں کتب راویوں کی تاریخ وفات کی معرفت پر لکھی گئیں۔ فن اسماء الرجال میں خدمات کے پیش نظر آپ کو محدث العصر، شمس، استاذ، رجل الرجال اور امام کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تحریر حضرت شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م748ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی فن اسماء الرجال میں خدمات کے بارے میں ہے جس میں آپ کی کتب کا منہج واسلوب بھی ذکر کیا جائے گا۔

فن اسماء الرجال کا ارتقاء:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع و تدوین کے بعد علوم حدیث کی نئی نئی راہیں پیدا ہوتی رہی ہیں ان علوم میں سے اہم ترین علم اصول روایت کا ہے۔ ہر خبر اور واقعہ کے بارے میں مکمل چھان بین کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔[1]

قرآن کریم کے اس حکم نے ہمارے اسلاف کو حدیث نبوی ﷺ کو جمع و تدوین کے سلسلہ میں ایسے اصول وضوابط اور قواعد مرتب کرنے پر آمادہ کیا، جو آگے چل کر ایک فن کی صورت اختیار کر گیا۔

جب اسلامی سلطنت کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں اور غیر اسلامی علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے تو وہاں کے افراد میں سے اگرچہ زیادہ تر لوگوں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے سابقہ نظریات پر قائم رہے، ان میں سے کچھ بد باطن لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ اسلام معاشرے میں حدیث رسول کا نام لے کر نمایاں حیثیت اور معاشرتی فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں تو انہوں نے لوگوں کی خواہش اور پسند کے مطابق چند جھوٹی روایات ایجاد کر کے انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان

کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ محدثین کرام نے فن اسماء الرجال اور تراجم رجال پر مختلف انواع کی کتابیں تصنیف فرمائیں، جن کا اولین مقصد حدیث شریف کی خدمت اور حدیث سے کذب وافترا پردازی کی حیلہ سازی کا پردہ چاک کرنا تھا۔ جسکا واحد طریقہ یہ تھا کہ ان تمام لوگوں کے اسماء کا احصار کر لیا جائے جنہوں نے سنت مطہرہ کی روایت اور نصوص ومتون حدیث کے نقل سے کچھ بھی دل چسپی لی ہو، پھر ان حضرات کی زندگیوں کے نشیب وفراز اور مراحل زیست پر تفصیلی کلام کیا جائے جس میں راوی کی زندگی کے تمام گوشوں پر بحث ہو، بالخصوص راوی کی زندگی کا وہ گوشہ ضرور، روشنی میں لایا جائے جس کا تعلق جرح وتعدیل سے ہو۔

محدثین کرام نے رجال اور فن اسماء الرجال پر کتابیں اس لیے تصنیف فرمائی ہیں تاکہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی جانب کذب بیانی کی نسبت نہ ہونے پائے، راویان حدیث کے احوال کی صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں، قوی اور ضعیف رواۃِ حدیث کے درمیان خط امتیاز کھینچ دی جائے اور صادق وکذب راویان حدیث کی صحیح پہچان ہو جائے، ایسا اس لیے ہوا کہ دشمنانِ اسلام نے جب دیکھا کہ اسلام کی شمع فروزاں کو علی الاعلان بجھانا ناممکن ہے تو انہوں نے چور دروازے سے گھس کر اسلام کے مضبوط قلعے میں دراڑ پیدا کرنی چاہی لیکن

(ع) فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اور وہ چور دروازہ کیا تھا؟ یہ کہ کذب بیانی اور جھوٹ موٹ کی احادیث حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف گھڑ کر منسوب کر دی جائیں، اس کے لیے بعض ملحدین اور زندیق وخبیث طبائع نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور بے شمار موضوع اور گھڑی ہوئی احادیث کو ذخائر احادیث میں خلط ملط کرنے کی کوششیں کیں اور کامیاب بھی ہوئے لیکن آفرین ہو امت کے طبقہ محدثین اور انکی کوششوں کو، کہ انہوں نے فتنے کی شدت کو بروقت تاڑ لیا اور اس کی سرکوبی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادی۔

کمربستہ ہو کر محدثین کا یہ طبقہ اٹھ کھڑا ہوا اور حد درجے مشقت کو برداشت کر کے فن اسماء الرجال پر تالیف کا ڈھیر لگا دیا جن میں محدثین، زنادقہ، واضعین حدیث، دسیسہ کار اور مکروفریب سے احادیث وضع کرنے والوں کا ایسا پردہ فاش کیا کہ سر چھپانے کو جگہ نہ ملی اور اپنی نازیبا اور قبیح حرکتوں کے ساتھ بیچ چوراہے پر ذلیل وخوار ہوئے، مسلمانوں نے ان کو خوب پہچان لیا، ان کی روایات نقل کرنے سے گریز کیا اور بعض مکروفریب کا جال بننے والے، مسلمان خلفاء کے دور میں تہہ تیغ بھی کیے گئے، اللہ نے ان کا دجل وفریب آشکارا فرمایا اور ان کی بری تدبیریں انہیں رسوا کر گئیں۔

حضرات محدثین نے فن اسماء الرجال کی تصنیفات میں بے پناہ محنت صرف کی جو صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی ان کے حدد درجے صبر واستقلال اور بے حد مہارتِ فن پر گواہ ہے کہ انہوں نے خدمتِ دین اور خدمتِ حدیث میں لوٹ مشقت اٹھائی اور اس محنت کے ذریعے اس نتیجے تک رسائی حاصل کی جہاں تک نہ گذشتہ اقوام پہنچ سکیں اور نہ آنے والی نسلیں ہی پہنچ سکتی ہیں بلکہ اس نتیجے کے قریب قریب تک پہنچنا بھی محال نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین صلہ عطا فرمائے اور ان کا اجر وثواب انہیں ابھی سے ملتا رہے تاکہ اپنی قبروں میں انہیں چین وسکون میسر ہو اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں ان محدثین نے تفنن وتنوع بھی اختیار کیا، ان کی مختلف النوع اقسام اور تفریعات بھی بیان کیں، چنانچہ صحابہ کرام کے احوال کے ساتھ مختص اسماء الرجال کی کتابیں طبقات صحابہ کے نظام پر ترتیب دیں، اور اسماء الرجال کی جو کتابیں حروف تہجی کی ترتیب پر تصنیف فرمائیں ان میں بعض کتابیں بعض شہروں کے رواۃ ورجال کے ساتھ خاص کر کے لکھیں، بعض تصنیفات اسماء الرجال کے فن کی ایسی مرتب کیں کہ ان میں ثقہ اور ضعیف راویوں کو جمع کیا اور کچھ کتابوں کو تمام اقسام کے رجال ہی کا تذکرہ ملتا ہے، بعض کتب میں عام راویانِ حدیث کے حالات مرقوم ہیں، اور کچھ کتابیں رواۃ کے القاب وکنیت پر مشتمل ہیں وغیرہ وغیرہ۔[2]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ کا لقب شمس الدین کنیت ابو عبد اللہ نام محمد ہے، سلسلہ نسب یہ ہے: "شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز بن عبد اللہ الذہبی"۔[3] "الذہبی" سے وجہ شہرت یہ ہے کہ آپ کے والد سنیار تھے اور اس فن میں کمال مہارت رکھتے تھے، عربی میں سونے کو "ذہب" کہتے ہیں۔ پیشے کی طرف نسبت کرتے ہوئے معاصرین کے ہاں آپ "ابن الذہبی" کے عرف سے مشہور ہیں۔[4] آپ نسلاً ترکمانی ہیں۔ آپ کا آبائی شہر دیار بکر کا مشہور علاقہ میافارقین ہے۔ وہاں سے آپ کے دادا فخر الدین ابو احمد عثمان (م683ھ) ہجرت کر کے دمشق میں آباد ہو گئے۔[5] امام ذہبی کی پیدائش ربیع الثانی 763ھ (673ء) ہے۔ مسلکاً آپ شافعی تھے جیسا کہ علامہ سبکی نے طبقات الشافعیہ میں آپ کا ذکر شافعی فقہاء میں کیا ہے[6] حدیث کے ساتھ زیادہ ربط وتعلق کی وجہ سے حنبلیت کی طرف بھی میلان تھا۔[7] کیونکہ آپ کا گھرانا علمی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گھر میں اور بہت جلد کر دیا۔ اور اپنے دور کے مشہور اساتذہ سے بھی استفادہ کیا۔ آغاز میں امام ذہبی کا رجحان دو اہم فنون علم القراءت اور علم الحدیث کی طرف تھا۔

جب امام ذہبی کو علوم قرآن کے بارے میں بھرپور معرفت ہوگئی تو 18 سال کی عمر میں علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے جیسا کہ علامہ سبکی (م 771ھ) آپ کے بارے لکھتے ہیں: "**وطلب الحديث وله،ثمانی عشرةسنة**"[8] اوراس علم کی تحصیل میں بالکلیہ مستغرق ہوگئے مشائخ کی کثیر تعداد سے سماعت و قراءت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اپنے وقت کے مشاہیر علماء و محدثین کی صحبت میں کثیر وقت صرف کیا۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں: "**وفی شیوخه کثره فلانطیل بتعدادهم**"[9] دمشق میں مختلف علوم وفنون کے مشائخ سے استفادہ کرنے کے بعد بیس سال کی عمر میں آپ کے شوق کے پیش نظر آپ کے والد نے سفر کرنے کی اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ وہ کسی بھی سفر میں چار ماہ سے زیادہ اقامت اختیار نہیں کریں گے اور اس بارے ان سے حلف بھی لیا گیا۔ جیسا کہ امام ذہبی اپنی کتاب "**معرفة القراء**" میں لکھتے ہیں: **وکنت وعدت ابی،وحلفت له انی لااقیم فی الرحلة اکثرمن اربعة اشهر**"[10] امام ذہبی نے معجم الشیوخ میں ایک ہزار تین سو سے زائد شیوخ واساتذہ کے حالات ذکر کیے ہیں جن سے آپ نے علم کی تحصیل یا روایت کی ہے۔[11] آپ کے تین مشائخ نے آپ کی شخصیت پر نمایاں اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان میں سر فہرست رجال الحدیث کے بہت بڑے ماہر شیخ جمال الدین ابو حجاج یوسف بن عبد الرحمٰن المزی (م 742ھ) ہیں شاید انہی کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ سامنے آیا کہ جب ذہبی تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے رجال الحدیث کے بارے میں ایک قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ دوسرے علم الدین ابو قاسم بن محمد البرزالی (م 739ھ) ہیں امام ذہبی انہیں کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہی کی تعلیم اور ترغیب کی وجہ سے میرے دل میں علم حدیث حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔ تیسرے شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ (م 768ھ) ہیں، ان سے جزباتی وابستگی کے باوجود بعض فروعی اور اصولی مسائل میں اختلاف بھی کیا اور اس حوالے سے ایک رسالہ "**النصیحة الذهبیه لابن تیمیه**" بھی تحریر کیا۔ ان تینوں شخصیات کا شمار اپنے دور کے محترم ومحتشم مشاہیر علماء میں ہوتا تھا۔

امام ذہبی نے تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ درس وتدریس پر بھی بھرپور توجہ دی اور بڑے بڑے علمی مراکز میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیے جن میں **تربة ام الصالح، دارالحدیث الظاہریه، دار الحدیث التنکزیه، دارالحدیث فاضلیه** شامل ہیں اور اپنے استاذ علم الدین برزالی کے انتقال کے بعد ان ہی کی جگہ پر **مدرسه نفیسیه** میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔[12]

آپ کی وفات 3 ذوالقعدہ 748ھ / 1348ء کو مدرسہ ام صالح میں ہوئی اور باب صغیر کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔[13] امام ذہبی نے مختصر اور طویل دونوں قسم کی دو سو کے قریب یادگار تصانیف چھوڑی ہیں۔[14] دکتور بشار عواد[15] نے امام ذہبی کی مختلف علوم وفنون پر مطبوعہ غیر مطبوعہ 215 تصانیف کا ذکر کیا ہے۔[16]

امام ذہبی کے دو صاحبزادے ایک صاحبزادی تھی، بڑے صاحبزادے کا نام ابو درداء عبد اللہ (م754ھ) جبکہ چھوٹے صاحبزادے کا نام شہاب الدین ابوہریرہ عبد الرحمن (م799ھ)[17] تھا اور ایک صاحبزادی امت العزیز تھی، تینوں علم کے دلدادہ تھے۔

فن اسماء الرجال میں امام ذہبی کی امتیازی حیثیت

امام ذہبی کو علوم حدیث میں مکمل دسترس حاصل تھی۔ جس کی بدولت انہیں اپنے ہمعصر اساتذہ وشیوخ میں بلند مقام حاصل تھا۔ اس کے علاوہ امام ذہبی اپنے بعض امتیازی خصائص کی بنا پر نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ چند خصائص ذیل میں پیش کرتے ہیں:۔

وسعت علمی وجامعیت:

آٹھویں صدی ہجری کے مطلع پر امام ذہبی کی شخصیت کا علمی آفتاب پوری آب وتاب کے ساتھ چمکنے لگا 703ھ میں آپ نے دمشق کے مضافات میں واقع بطنا نامی بستی کی مسجد میں خطابت اختیار کی آپ وہاں 718ھ تک رہے اور اپنی بہترین کتب یہیں پر رہتے ہوئے تالیف کیں[18]

امام ذہبی کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک اہم اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی مخصوص زمانے، مخصوص گروہ یا مخصوص جماعت کے ذکر پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ آپ کی بیشتر تصانیف ظہور اسلام سے اپنے زمانے تک تمام اکابر کے احوال اور ہر زمانے کے حوادث وواقعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ جیسا کہ آپ کی ایک ضخیم کتاب "**تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام**" اس پر شاہد ہے۔ اور "**تذکرۃ الحفاظ**" جسے آپ نے طبقات کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اس میں حفاظ کے تذکروں کے ساتھ ساتھ ہر دور کے سیاسی، ثقافتی اور اجتماعی حالات کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔[19]

"**سیراعلام النبلاء**" میں امام ذہبی مشہور اعلام وشخصیات کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ رواۃ کی ان مرویات کی تعداد بھی متعین کرتے ہیں جو مشہور کتب حدیث مثلاً صحیحین، سنن اربعہ اور مسانید وغیرہ میں موجود ہیں۔ بہت کم دیکھا گیا ہے کہ رواۃ حدیث میں سے کسی کی مرویات کی طرف سیر میں اشارہ نہ کیا ہو اس سے آپ کی دقت نظری اور وسعت علمی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

قدیم کتب میں علماء نے بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین کی وفات کی تاریخیں ذکر نہیں کیں اگر کی ہیں تو غیر معروف ہیں۔امام ذہبی نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں وفیات کا خصوصی اہتمام کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان کی کتابوں میں یہ امتیاز واضح نظر آتا ہے۔اس بارے میں امام ذہبی نے خود اپنی کتاب"**تاریخ الاسلام**"کے ابتداء میں لکھا ہے:

"متقدمین نے وفات کی تاریخیں لکھنے کا اہتمام نہیں کیا جتنا کہ چاہیئے تھا انہوں نے بہت کچھ اپنے حفظ پر بھروسہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے بڑے بڑے صحابہ اور شافعی کے زمانے سے قریب تابعین تک کی وفات کی تاریخیں ضائع ہو گئیں۔پھر متاخرین نے علماء وغیرہ کی تواریخ وفات لکھنے کا اہتمام کیا چنانچہ انہوں نے بہت سے ایسے لوگوں کی تاریخ وفات لکھ ڈالیں جو ہمارے علم کے لحاظ سے مجہول(غیر معروف)ہیں،اسی لئے بہت سے مجہولین کی وفات کی تاریخیں تو لکھی ہوئی ہیں اور اس کے بر خلاف بہت سے جانے پہچانے اماموں کی تواریخ وفات کا کچھ علم نہیں۔[20]

فنِ اسماء رجال میں آپ کی وسعت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے علامہ سبکی آپ کی مدح میں"شیخ الجرح والتعدیل اور رجل الرجال "کے الفاظ لکھتے ہیں۔[21]اور ابن ناصر الدین (م742ھ)نے بھی آپ کی اسی خوبی کا اعتراف کیا ہے۔[22]شمس الدین سخاوی بھی آپ کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے[23]آپ کی وسعت علمی اور وسعت نظری کا اندازہ آپ کی کتب سے بخوبی ہو سکتا ہے جن کی ترتیب میں آپ نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور ان میں برابر ماخذ کے حوالے دیئے ہیں۔[24]وسیع مطالعہ،کامل ادارک اور فطری ذکاوت وفطانت نے امام ذہبی کو فن اسماء الرجال کی طرف متوجہ کیا اور اس میدان میں آپ نے خصوصی امتیاز حاصل کیا۔

امام ذہبی کی بے تعصبی و فراخدلی:

امام ذہبی اپنی کتب کو کسی ایک فرقے یا مسلک سے تعلق رکھنے والے علماء وفقہاء تک محدود نہیں رکھتے بلکہ تمام مذاہب ومسالک کے علماء وفقہاء کو شامل کرتے ہیں اور ان کے مخصوص عقیدہ اور اس کے انحراف شذوذ کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ فراخ دلی سے اس کے علمی و دینی کمالات کا اعتراف کرتے ہیں۔شافعی المسلک ہونے کے باوجود آپ نے چاروں مسالک کے ائمہ وفقہاء مثلاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ(م150ھ)، قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ(م182ھ)،امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ(م189ھ)،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ(م204ھ)،امام مالک رحمۃ اللہ علیہ(م179ھ)اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ(م241ھ)کے تراجم پر مستقل کتب تصنیف کیں۔اسی طرح اشاعرہ سے علمی اختلاف کے باوجود آپ نے ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ

علیہ (م330ھ) کی خوب مدح کی ہے اور انہیں اصول دین میں چوتھی صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے۔[25]

امام ذہبی میں یہ بھی خوبی پائی جاتی تھی کہ وہ کسی کی مدح و توصیف کرتے وقت اس کے قابل گرفت پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کرتے اور نہ ہی کسی پر تنقید کرتے ہوئے اس کے فضائل وکمالات سے اغماض برتتے ہیں۔ بلکہ صاف گوئی سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً امام ذہبی کو ابن تیمیہ کے علمی تبحر اہلیت و قابلیت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ ان کے شاذ خیالات اور بے باکانہ تعبیرات سے اختلاف بھی رہا۔[26] اسی طرح جعفر محمد بن عمرو العقیلی (م322ھ) کی کتاب "الضعفاء" پر تنقید کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی خوبیوں اور کمالات کا اعتراف بھی کیا ہے۔[27]

امام ذہبی کی فن اسماء الرجال میں وجہ شہرت:

امام ذہبی ہر دور کے علماء فقہاء کے ہاں مقبول متداول رہے ہیں۔ اگرچہ آپ نے مختلف علوم وفنون قراءت، حدیث، فقہ، تاریخ، نقد رجال، ادب، لغۃ، شعر وغیرہ کے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور ان میں خوب مہارت حاصل کی تاہم سب سے زیادہ علم حدیث آپ کی خصوصی توجہ کا مرکز رہا اور اس فن میں اس حد تک رسوخ اور مہارت حاصل کی کہ معاصرین پر سبقت لے گئے۔ امام ذہبی کے علمی مرتبہ ومقام کا تعین علم حدیث کی خدمات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ آپ در حقیقت اسی میدان کے حقیقی شہسوار تھے۔ ابن قاضی شھبہ اسدی کے مطابق، آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں تھی آپ کا حلقہ تلامذہ وسیع سے وسیع تر تھا۔ السبکی، البرزالی، العلائی، ابن کثیر، ابن رافع اور ابن رجب جیسے مشہور علماء نے آپ کی شاگردی اختیار کی۔[28] اور اس موضوع پر بے شمار اور گرانقدر تصانیف کا ذخیرہ امت کے سامنے پیش کیا حتیٰ کہ ابن حجر کے بقول آپ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ صاحب تصانیف شمار ہونے لگے۔[29]

ہم عصر افراد پر سبقت کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کی کتب تصنیف، تالیف، تقریر اور تلخیص و ترتیب میں جمود و تقلید کے بجائے نقد وجرح کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ آپ کے ہاں نقد وجرح میں انفرادیت اور تنوع پایا جاتا، نقد کے لئے کسی خاص اسلوب کی بجائے ایسا اسلوب اپناتے جو مختلف پہلوؤں سے ہوتا۔ گویا کہ امام ذہبی کا منہج نقد رنگارنگ پھولوں کا دستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر دور کے اہل علم کے ہاں مقبول و متداول رہے ہیں۔ آپ کے شاگرد صلاح الدین الصفدی (م764ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: **الشیخ الامام العلامۃ الحافظ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی حافظ لایجاری ولافظ لایباری، اتقن الحدیث ورجالہ، ونظر عللہ واحوالہ، وعرف تراجم الناس، وازال الابھام فی تواریخھم والالباس، ذھن یتوقدذکاوہ، ویصح**

الی الذهب نسبته وانتماوه،جمع الكثير،ونفع الجم الغفير،واكثرمن التصنيف، و وفر بالاختصار موونة التطويل فى التاليف---لم اجدعنده جمود المحدثين ولاكودنة النقلة۔"[30]

"شیخ امام،علامہ حافظ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی یگانہ روزگار حافظ حدیث تھے،علل رجال میں گہری مہارت تھی،بے شمار لوگوں کے تذکرے لکھے اوران سے ابہام والتباس کے پردوں کو چاک کیا،کئی کتب تصنیف کیں اوربڑی جماعت کو نفع پہنچایا ضخیم کتابوں کے اختصار پیش کئے،ان میں نہ تو محدثین کی سی سختی تھی اورنہ مؤرخوں کی سی غباوت۔"

اسی اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے آپ علمی حلقوں میں انتہائی قبولیت اور شہرت حاصل کرلی ،علماء وطلبہ کی کثیر تعداد آپ کے دروس سے مستفید ہونے لگی۔

علامہ سبکی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:**وسمع من الجمع الكثير---و اقام بدمشق يرحل اليه من سائرالبلاد وتناديه السوالات من كل ناد"**[31]ایک بڑی جماعت نے آپ سے سماعت کی---آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔تمام شہروں سے لوگ علم کی تحصیل کے لئے آپ کی طرف سفر کرتے اورآپ سے اپنے سوالات کا حل پاتے)۔

آپ کے شاگرد الحسینی لکھتے ہیں:"**وحمل عنه الكتاب والسنة خلائق**"[32]"بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے ان سے کتاب وسنت کا علم حاصل کیا"۔

آٹھویں صدی ہجری کے رجال پر مشتمل تاریخ کی کتابوں میں امام ذہبی کے سینکڑوں شاگردوں کا جگہ جگہ تذکرہ موجود ہے۔[33]

امام ذہبی کی اہم اور ممتاز خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے جو انہیں دیگر مؤرخین سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کسی مخصوص زمانے، مخصوص گروہ یا مخصوص جماعت کے ذکر پر ہی اکتفانہیں کرتے،بلکہ ان کی تمام مؤلفات ظہور اسلام سے اپنے زمانے700ھ تک کے تمام اکابر کے احوال اورزمانے کے حوادث وواقعات کا احاطہ کرتی ہیں۔مثلاً تاریخ کے موضوع پر اہم ضخیم اور مشہور کتاب"**تاریخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام**"ہے۔یہ اسلام کی مبسوط تاریخ ہے جو ابتداء اسلام سے لے کر700ھ تک کے واقعات کا سندوار احاطہ کرتی ہے۔انہی اوصاف کمالات کی بناپر آپ اپنے معاصرین کے درمیان"**محدث العصر**"کے لقب سے معروف تھے[34]

امام ذہبی اپنی عاجزی،انکساری تحقیق میں غیر جانبداری، گروہ بندی سے آزاد، تقلید کی بجائے نقد وجرح کو ترجیح، علمی سائلوں سے فیاضی سے برتاؤ کی وجہ سے آپ نے غیر معمولی طور پر شہرت پائی اور علم و تحقیق اور فن اسماء الرجال کے

میدان میں آسمان کی بلندیوں پر نجم ستارہ کی طرح نظر آنے لگے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) جیسے تبحر عالم بھی آپ کے فضل وکمال کے اس حد تک معترف تھے کہ ماءِ زم زم پینے کے بعد خدا سے دعا مانگنے لگے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ذہبی جیسا حفظ اور فطانت عطا فرمائے۔"[35]

امام ذہبی کا مقام بحیثیت امام المحدثین متعین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے معاصر اور دیگر علماء کی ان کے بارے میں آراء افکار کا مطالعہ کیا جائے۔ ذیل میں امام ذہبی کے متعلق معاصرین اور متاخرین کے اقوال وآراء کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

فن اسماء الرجال میں امام ذہبی معاصرین ومتاخرین علماء کی نظر میں:

معاصرت سے منافرت کا پیدا ہونا ایک بدیہی حقیقت ہے۔ ہر دور میں معاصرین کے ہاں باہمی چپقلش، اہل علم کے مابین جاری صدیوں سے حسد وحقد کی بیماری، کسی کی ترقی کو دیکھ کر دل ہی دل میں جلنا اور کڑھنا، ردائے تعصب اور قبائے عناد کو اوڑھے رکھنا، حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی اور وسعت نظری پر تنگ نظری کو حاوی رکھنا، کسی کے جلتے گھر، اجڑتے نشیمن، بگڑتے ماحول اور سمٹتے وسائل کو دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمانا اور اسی طرح آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر مناظرے کرنا؛ تاریخ گواہ ہے کہ اس سے کوئی دور بھی خالی نہیں رہا۔ شاید اسی لئے "**المعاصرة كالمنافرة**" کی کہاوت مشہور ہوئی۔ اس حقیقت کے باوجود امام ذہبی معاصرت کے اثر سے پاک نظر آتے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے مشہور علماء سے خوشگوار تعلقات اور عمدہ مراسم رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ذہبی نے اپنے معاصرین کا تذکرہ کرتے ہوئے صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ معاصرین کے تذکرے پر آپ کی کتاب "**المعجم المختص بمحدثي العصر**" بہترین تصنیف ہے؛ اسی حق گوئی صفت اور آپ کی جلالت شان، تبحر علمی، بالخصوص حدیث، تاریخ اور رجال میں آپ کی مہارت کا اعتراف معاصرین ومتاخرین نے بھی اپنی کتب میں بڑی فراخدلی سے کیا ہے اور آپ کو اپنے وقت کا امام المحدثین، شیخ الجرح والتعدیل، محدث العصر اور شمس الدین کہا ہے۔ چند مثالیں ذیل میں دی جارہی ہیں:

معاصرین علماء کی آراء:

اگرچہ تاج الدین سبکی (م771ھ) نے اپنے استاذ امام ذہبی سے بعض مسائل میں اختلاف بھی کیا ہے لیکن فراخدلی سے ان کے علمی مقام کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں جرح تعدیل کا امام اور پیشوا تسلیم کیا ہے۔[36] فن اسماء الرجال میں آپکی وسعت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:

انه كان شيخ الجرح التعديل ورجال الرجل،وكانما جمعت الامته فى سعيد واحد فنظرها اخذ بعبر عنها اخبارمن حصرها۔"(37)

"پس وہ جرح وتعدیل کے استاذ قرار پائے۔۔۔"

اس فن میں آپ کی کامل مہارت کی بناء پر آپ کو شیخ الجرح والتعدیل، امام، حافظ اور محدث العصر بھی کہا جانے لگا جیسا کہ سبکی نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

شيخناواستاذنا،الامام الحافظ۔۔۔محدث العصر،اشتمل عصرناعلى اربعة من الحآفظ المزى والبرزالى والذہبى الشيخ الامام الوالد،لاخامس لهولاءفى عصرهم ۔۔۔۔ واما استاذناابوعبدالله فبصر لانظير له، هوالملجااذنزلت المعضلة،زبب العصر معنى ولفظاوشيخ الجرح والتعديل،ورجل الرجال فى كل سبيل۔"(38)

"ہمارے شیخ اور استاذ، امام، حافظ اور محدث العصر ہیں ہمارے زمانہ میں حدیث کے حافظ چار تھے، مزی، برزالی، ذہبی اور میرے والد، اپنے زمانہ میں کوئی پانچواں ان کا ہم سر نہ تھا، لیکن ان سب میں ذہبی کا درجہ بڑھا ہوا تھا، ان کا کوئی نظیر نہ تھا، اگر کوئی مشکل پیش آجاتی تو انہی کی طرف رجوع کیا جاتا، معنوی اور لفظی ہر دو اعتبار سے وہ اپنے دور کے کندن تھے، جرح وتعدیل اور فن رجال کے اگر شیخ تھے تو وہی تھے۔"

علامہ سبکی چند سطور کے بعد آپ کی شان میں رطب اللسان ہوتے ہیں اور آپ کو اس زمانے کا "شمس" کہا:

وسمع منه جمع الكثير،ومازال يخدم هذاالفن الى ان رسخت فيه قدمه،وتعجب الليل والنهار وماتعجب لسانه،وقلمه،وضربت باسمه الامثال،وساراسمه،مسيرلقبه الشمس الانه،لايتفلص اذانزل المطر،ولايدبراذااقبلت الليالى،و اقام بدمشق يرجل اليه من سائر البلاد،وتناديه السوالات من كل ناد۔(39)

"ایک بہت بڑی جماعت نے آپ سے سماعت کی اور آپ فن (حدیث) کی خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ اس میدان میں آپ کے قدم راسخ ہوگئے، دن اور رات تھک کر نڈھال ہوگئے مگر آپ کی زبان اور قلم نے کبھی تھکاوٹ محسوس نہ کی، آپ کا نام ضرب المثل بن گیا اور "شمس" کے لقب سے مشہور ہوئے البتہ آپ ایسے سورج تھے جس کی روشنی نزول باراں کے وقت بھی کم نہیں ہوتی اور جو رات کی آمد پر بھی غروب نہیں ہوتا آپ نے دمشق میں اقامت اختیار کی، تمام شہروں سے لوگ تحصیل علم کے لئے آپ کی طرف سفر اختیار کرتے اور آپ سے سوالات کا حل پاتے۔"

آپ کے شاگرد صلاح الدین الصفدی (م764ھ) نے آپ کو فن اسماء الرجال میں شیخ، امام، حافظ اور شمس الدین لکھا ہے: **الشیخ الامام العلامة الحافظ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی حافظ لایجاری ولافظ لایباری، اتقن الحدیث ورجاله، ونظر علله واحواله۔"(40)**

"شیخ امام، علامہ حافظ شمس الدین ابوعبد اللہ الذہبی یگانہ روزگار حافظ حدیث تھے، علل رجال میں گہری مہارت تھی۔"

آپ کے شاگرد الحسینی لکھتے ہیں:

الشیخ الامام العلامه شیخ المحدثین قدوة الحفاظ والقراء، محدث الشام ومؤرخه۔۔۔وکان احد الاذکیاء المعدودین والحفاظ المبرزین"(41)

"شیخ، امام، علامہ، شیخ المحدثین، امام الحفاظ والقراء، محدث ومؤرخ شام۔۔۔ آپ کا شمار گنے چنے ذہین وفطین حضرات اور بلند پایا حفاظ میں ہوتا تھا۔"

ابن الوردی، امام ذہبی کو اسماء الرجال کی معرفت میں بے نظیر ہستی قرار دیتے ہوئے آپ کو ایک عظیم الشان محدث لقب دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

منقطع القرین فی معرفة اسماء الرجال، محدث کبیر مؤرخ(42)

"اسماء الرجال کی معرفت میں ان کا کوئی ثانی نہیں (وہ) عظیم محدث مؤرخ ہیں۔"

اسی طرح شام کے حافظ ابن ناصر الدین (م842ھ) نے برزالی، المزی اور ذہبی کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقدقارن حافظ الشام ابن ناصرالدین بین الذہبی والبرزالی والمزی فحکم للمزی بالتفوق فی معرفة طبقات الصدرالاول واللبرزالی فی العصراللذی به ومن قبلهم من الطبقات القریبة منهم والذہبی فی الطبقات المتوسطة بینهماتائیدالقول بعض مشائخه۔"(43)

"شام کے حافظ ابن ناصر الدین نے ذہبی، برزالی اور مزی کے مابین موازنہ کیا ہے اور مزی کو صدر اول کے طبقات کی معرفت برتری اور برزالی کو ان کے عہد اور ان سے پہلے کے قریبی طبقات میں برتری دی ہے اور ذہبی کے لیے ان دونوں طبقات کے درمیان متوسط طبقات کی معرفت میں برتری کا فیصلہ دیا ہے (یہ) فیصلہ اس نے) اپنے بعض شیوخ کی رائے کی تائید میں کیا ہے۔

"ابن حجر فرماتے ہیں: ان کی تصانیف کو حد درجہ قبولیت حاصل ہوئی، لوگوں نے انہیں پسند کیا اور ان کے لئے سفر اختیار کیا، ان سے اخذ واستفادہ کیا، ان کو پڑھا اور ذہبی کی زندگی ہی میں ان کو لکھا جانے لگا حتیٰ کہ وہ زمین کے اطراف

واکناف میں پھیل گئیں،ان میں نہایت وعمدہ تعبیرات ہیں اورزبان وبیان انتہائی اعلیٰ ہے۔ان جیسااسلوب نہ تو معاصرین کے ہاں ملتاہے نہ متقدمین میں اورنہ ہی متاخرین میں۔"[44]

آپ کے شاگرد حافظ عمادالدین ابن کثیر (م774ھ) آپ کوان الفاظ سے نوازتے ہیں:

الشيخ الحافظ الكبير مؤرخ الاسلام وشيخ المحدثين---وقدختم به شيوخ الحديث وحفاظه"[45]

"شیخ،حافظ کبیر،مؤرخ اسلام اور محدثین کے استاذ تھے---علم حدیث کی ریاست آپ پر ختم ہوگئی۔"

امام ذہبی کی اہلیت کو آپ کے شاگردوں نے بہت سراہاہے،اسی طرح جن لوگوں کو بھی آپ کے حلقہ درس میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی،وہ متاثرہوئے بغیر نہ رہ سکے۔علامہ ابوعبد اللہ محمد بن عبدالکریم طرابلسی جب 734ھ میں دمشق گئے اور اسی سال امام ذہبی کے حلقہ درس میں شرکت کی تووہ ازحد متاثرہوئے جس کااظہار انہوں نے ان اشعار میں کیا۔

مازالت باسمع اهواوكم وماذكرت اخباركم قط الا ملت من طرب

"تم سے سماع کی خواہشات ہمیشہ بر قراررہیں!اور تمہاری خبروں کے ذکر سے ہمیشہ مسرت جنم لیتی رہی۔!

وليس من عجب ان ملت نحوكم فالناس باالطبع قدمالوالى الذهب[46]

اورلوگوں کاتمہاری طرف میلان کوئی حیرانگی کی بات نہیں کیونکہ فطری طور پر ہی لوگ سونے(ذہب)کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

متاخرین علماء کی آراء:

امام ذہبی کو فن حدیث میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔آپ نے جس انداز سے فن حدیث میں جدت اوراصول تنقید میں جس تنوع وانفرادیت کی طرح ڈالی اس کااعتراف نہ صرف عصری علماء وتلامذہ نے کیابلکہ بعد میں آنے والے علماء بھی اس کے معترف ہوئے۔آپ کی شخصیت کو بحیثیت محدث اور آپ کے کام کو داد تحسین کے نگاہ سے دیکھاجانے لگااور آپ کی شخصیت نے نقاد محدثین کے لئے روشنی کے منارہ کاکام کیا۔

چنانچہ سبط ابن حجر(م899ھ) آپ کو محدثین کے امام اور ناقدین کے پیشوا قرار دیتے ہیں۔

الشيخ ،الامام، العالم العلامه،حافظ الوقت الذى صادرهذاالقلب علما عليه---- فلله دره من امام محدث--- فكم دخل فى جميع الفنون وخرج وصحح وعدل وجرح واتقن هذه الصناعة فهوالامام سيد الحفاظ امام المحدثين قدوة الناقدين"[47]

"شیخ، امام، عالم علامہ اور اپنے دور کے حافظ، جن پر یہ لقب ایک پرچم بن گیا۔۔۔ اللہ ان کا بھلا کرے! وہ محدث امام تھے۔۔۔ تمام فنون ان کی جولان گاہ تھے، انہوں نے تخریج و تصحیح اور جرح وتعدیل سے کام لیا اور اس فن پر مکمل عبور حاصل کیا۔ پس وہ حفاظ کے سردار محدثین کے امام اور ناقدین کے پیشوا تھے۔"

امام شوکانی (م1250ھ) لکھتے ہیں:

وجميع منصنفاته مقبولة مرغوب رحل الناس لاجلها واخذوهاعنه وتداولوها وقراوها وكتبوها فى حياته وطارت جميع بقاع الارض وله فيها تعبيرات رائقة والفاظ رشيقة غالبا لم يسلك مسلكه فيها اهل عصره الامن قبلهم ولامن بعدهم[48]

"اور ذہبی کی تمام تصنیفات کو قبولیت عام کا درجہ حاصل تھا، انہیں پسند کیا جاتا تھا، لوگ ان کے لیے سفر کرتے تھے اور ان سے انہیں اخذ کرتے تھے، یہ کتب متداولہ تھیں، لوگ ان کو پڑھتے تھے اور ان کی زندگی ہی میں لوگوں نے انہیں لکھا اور یہ تمام روئے زمین پر پھیل گئیں۔ ان میں ذہبی کی عمدہ تعبیریں اور دلکش الفاظ ہیں، غالباً ان سے پہلے کسی معاصر نے یہ طریق کار اختیار نہیں کیا، نہ ان سے پہلے اور نہ ہی ان کے بعد۔"

علامہ بدرالدین عینی (م855ھ) نے آپ کو شیخ المحدثین، امام کا لقب دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

الشيخ، الامام، العالم، العلامه، الحافظ، المؤرخ شيخ المحدثين[49]

(امام ذہبی) شیخ، امام، علامہ، حافظ تاریخ نگار اور محدثین کے استاذ (ہیں)

امام ذہبی نے اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں سے بروکارلاتے ہوئے فن حدیث میں نرالا انداز اختیار کیا جو عام محدثین سے مختلف تھا حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے وسیع علمی ذخیرے کی بنیاد پر قدیم وجدید میں ایک حسین امتزاج قائم کیا جس کا برملا اعتراف دور جدید کے ایک محقق محمد کرد نے بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

مؤرخ ولاكالمورخين ومحدث۔ هورجل سايرالعقل متفردفى تاليفه ونظرفى ماحواه صدره من اصناف العلم نظرة بليغة، فاتى بجديد ضمه الى القديم فسدثلمة لولاه فارغة وقام ويفرض كان بعضهم يعده نافلة هوامام تعب بعلمه حتى يستريح من بعده"[50]

"وہ (امام ذہبی) عام مؤرخین کی طرح مؤرخ نہیں تھے اور نہ ہی عام محدثین جیسے محدث تھے۔ انہوں نے عقل (اللہ کی عطا کردہ صلاحیت) کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تالیفات میں انفرادیت اختیار کی اور اپنے سینے میں محفوظ علوم کی اقسام پر گہری نظر ڈالتے ہوئے قدیم (علوم) کو جدید کے ساتھ ضم کر دیا۔ اس طرح انہوں نے ایک ایسے خلاء کو پورا کیا جو ان کی عدم موجودگی میں برقرار رہتا (پورا نہ ہوتا) اور (ایسا) فرض ادا کیا جسے کچھ لوگ نفل شمار کرتے تھے۔ وہ

ایسے امام ہیں جو اپنے علم کی بدولت اس لیے تھکاوٹ کا شکار ہوئے تا کہ ان کے بعد آنے والے لوگ آرام کریں گے (امام ذہبی نے ان علوم میں محنت کر کے آنے والے لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کر دیں)۔"

مزید محمد کرد امام ذہبی کی تالیفات، وسعت نظری، حقیقت پسندی اور عدل وانصاف پر مبنی حکم لگانے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ جس طرح چھٹی صدی ہجری میں دمشق والے حافظ ابن عساکر کے علمی کارناموں پر فخر کرتے تھے، اسی طرح نہ صرف وہ بلکہ مشرق ومغرب کے لوگ آٹھویں صدی ہجری میں حافظ امام ذہبی کے تبحر علمی اور خدمات حدیث پر نازاں ہیں۔[51]

امام ذہبی کی معاصرین اور متاخرین علماء کی آراء سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کی شخصیت اور آپ کی فن حدیث میں خدمات کو مشارق ومغارب کے علماء نے نہ صرف سراہا بلکہ آپ کو وقت کا حافظ الحدیث، شیخ اور امام تسلیم کیا، یہ امام ذہبی کی وسیع علمی خدمات کا منہ بولا ثبوت ہے۔

تعارف کتب فن اسماء الرجال

1) تذهيب التهذيب:

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ کی "**اکمال تہذیب الکمال**" پر دو کتابیں لکھیں: ایک "**تذهيب التهذيب**" جو ایک ضخیم کتاب ہے اور دوسری "**الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستہ**" یہ نسبتاً چھوٹی ہے۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے "**تذهيب التهذيب**" کو حروف تہجی پر مرتب کیا۔ اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی کا کہنا ہے کہ "مصنف نے اس کتاب میں طویل عبارتیں استعمال کی ہیں، اکثر وبیشتر "**التهذيب**" میں جو کچھ ہے اس سے تجاوز نہیں فرمایا ہے، ہاں اگر کہیں کچھ اضافے کیے بھی ہیں تو وہ چند وفیات اور ان کے سن کی تعیین فرمادی ہے، لیکن وہ بھی ظن وتخمین ہے، بعض تراجم رجال میں مناقب صاحب الترجمہ بھی ذکر فرمائے ہیں، لیکن جرح وتعدیل کو نہیں بیان فرمایا جب کہ اس فن میں جرح وتعدیل ہی پر اعتماد کرتے ہوئے تضعیف وتصحیح کے احکام لگائے جاتے ہیں، البتہ بعض تراجم کا علامہ ذہبی نے اضافہ کیا ہے، یہ علامہ مزی پر استدراک ہے۔[52]

2) الكاشف عن رجال الكتب الستة:

یہ کتاب امام ذہبی کی اپنی کتاب "**تذهيب التهذيب**" کا اختصار ہے۔ اس میں صرف ان رواۃ کا تذکرہ ہے جن کی روایت کی تخریج صحاح ستہ میں کی گئی ہے۔

امام ذہبی نے اس کتاب میں ہر راوی کے حالات میں، راوی کا نام، والد کا نام کبھی دادا کا نام بھی اور کنیت ونسبت

پر اکتفا کیا ہے، راوی کے مشہور شیوخ اور مشہور شاگردوں کو بھی بیان کیا ہے، پھر ایک کلمے یا ایک جملے میں راوی کی توثیق یا جرح کی ہے، پھر سن وفات بیان کیا ہے۔ صاحب ترجمہ کے ساتھ کچھ رموزواشارات ذکر کیے ہیں، جس کا مقصد ان کو بتلانا ہے جنہوں نے انکے لیے روایت کیا ہے اور صحاح ستہ کے اصحاب میں سے ہیں، اور انہوں نے اصحاب ستہ کے تراجم پر اکتفا کیا ہے اور اسماء کی ترتیب حروف معجم کے مطابق کی ہے ۔ لیکن حرووف ہمزہ کی ابتداء ان ناموں سے کی ہے جن کو "احمد" کہا جاتا ہے جیسا کہ میم کی ابتداء ان راویوں سے کی ہے جن کا "محمد" نام ہے۔ مقدمۃ الکتاب میں امام ذہبی لکھتے ہیں: یہ مختصر کتاب صحاح ستہ کے رجال کے سلسلے بہت مفید ہے، یہ کتاب "تہذیب الکمال" سے اخذ کر کے لکھی گئی ہے، "تہذیب الکمال" شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، ان راویوں کے ذکر پر میں نے اکتفا کیا ہے جن کی روایت کا ذکر کتب (صحاح) ستہ میں ہے، صحاح ستہ کے علاوہ تالیفات جو تہذیب الکمال میں شامل ہیں ان کے رواۃ کا ذکر نہیں کیا، نہ ان کا ذکر ہے جو تمیز یا تنبہ کے لیے ذکر کئے گئے ہیں۔ علامہ سبکی نے اس کی تعریف کی ہے[53]

رموزواشارات:

مصنف نے اس کتاب کے رموز کچھ اس طرح رکھے ہیں:

(خ) بخاری، (م) مسلم، (ت) ترمذی، (س) نسائی، (د) ابوداؤد، (ن) ابن ماجہ۔ اگر صحاح ستہ کسی راوی کے بارے میں متفق ہوں تو اس کو (ع) کی رمز سے ظاہر کرتے ہیں، جبکہ (ع) کا عدد کی رمز اس حالت میں ہے جب مؤلفین سنن اربعہ کسی راوی کے بارے میں متفق ہوں۔[54]

"د:احمدبن ابراهيم الموصلى، ابوعلى عن شريك وحمادبن زيد وطبقتهما، وعنه، والبغوى و ابويعلى وخلق، وثقى، مات236"

3) میزان الاعتدال فی نقد الرجال:

یہ لاجواب کتاب ضعیف راویوں کے حالات پر مشتمل ہے جسے امام ذہبی علیہ الرحمہ نے "**المغنی فی الضعفاء**" کے بعد تصنیف کیا گیا۔ اس میں عبارت کو طول دیا گیا ہے اور متعدد ایسے راویوں کے نام زائد طور پر نقل کئے گئے ہیں جو "**المغنی فی الضعفاء**" میں نہیں ہیں۔[55] اس کتاب کو ضعفاء کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ اس کتاب کا اصل موضوع ضعفاء ہیں تاہم اس میں ثقات کی بھی کافی تعداد موجود ہے جنہیں مصنف نے ان کی توثیق اور ان پر کئے گئے کلام کی تضعیف کو ثابت کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال" کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں: میری یہ کتاب "جان بوجھ کر جھوٹ بولنے اور احادیث ایجاد کرنے والوں" کے بارے میں ہے۔ اللہ انہیں برباد کرے یا ان جھوٹوں کے بارے میں ہے جنہوں نے یہ کہا کہ انہوں نے سماع کیا ہے، حالانکہ انہوں نے سماع نہیں کیا، یا پھر ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر حدیث ایجاد کرنے یا فریب دینے کا الزام عائد کیا گیا ہے یا پھر ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی عام بات چیت میں جھوٹ بولتے تھے، حدیث نبوی ﷺ کے حوالے سے جھوٹ نہیں بولتے تھے یا پھر ہلاکت کے شکار ہونے والے ان متروک راویوں کے بارے میں ہے جن کی غلطیاں زیادہ ہو گئیں۔"[56]

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی اہمیت، اختصار اور جامعیت کو دیکھتے ہوئے اس کو تحقیق کا موضوع بنایا اور اس میں مزید مفید اضافہ جات کرنے کے بعد اسے "لسان المیزان" کے نام سے اہل علم کے سامنے پیش کیا۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ کی یہ تصنیف اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک مایہ ناز اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔ اس کتاب میں 11053 راویوں کے حالات کا ذکر ہے جیسا کہ مطبوعہ نسخہ میں درج ہے؛ اگرچہ بعض تراجم دوبارہ آگئے ہیں، مثلاً انساب کی فصل میں ایک راوی کا ذکر ہے تو اسماء کی فصل میں بھی اس کا ذکر مکرر آ گیا ہے۔[57]

"میزان الاعتدال" کا منہج:

ابتداء میں مقدمہ ہے جو کئی اہم مباحث پر مشتمل ہے، جیسے کتاب کا موضوع، منہج، انواع، رواۃ، ضعیف راویوں پر لکھی ہوئی کتب کا تذکرہ اور الفاظ جرح و تعدیل وغیرہ

راویوں کا تذکرہ حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا اور یہی طریقہ راوی اور اس کے والد کے ذکر میں بھی اپنایا ہے۔

امام ذہبی نے تقریباً ہر راوی کے نام کے ساتھ سن وفات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

- کہیں کہیں راوی کے نام کا درست تلفظ کو بھی واضح کرتے ہیں۔ مثلاً

ابان بن جعفر، ابوسعید۔ شیخ بصری، تالف متاخر۔ وقد خفف الباء ابوبکر الخطیب۔ وقال ابن ماکولا: انما هو ابّا بالتشدید والقصر[58]

1. امام ذہبی علیہ الرحمہ نے راویوں میں سب سے پہلے ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے اسماء کے ساتھ معروف ہیں، پھر ان کا جو کنیات کے ساتھ معروف ہیں پھر جو باپ کے نام سے یا انساب کے ساتھ معروف ہیں۔ آخر میں مجاہیل راویوں کا تذکرہ کیا۔

2. آخر میں باقاعدہ الگ فصل رکھی جس میں عورتوں کے تراجم بیان کیے گئے ہیں۔اس میں بھی مجہولات اوران عورتوں کا بھی تذکرہ ہے جو کنیات سے معروف ہیں اورآخر میں ان عورتوں کے تراجم ہیں جن کانام معلوم نہیں،ان کا تذکرہ"**ولدة فلاں** "کے الفاظ کے ساتھ کیاہے۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کتاب(**میزان الاعتدال**)میں مندرجہ ذیل کئی قسم کے رواۃ ذکر کیے ہیں:

- امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں ہر قسم کے جھوٹے،مجہول اور متروک راویوں کاذکر کیاہے۔
- ایسے وضّاع راوی جنہوں نے مختلف مقاصد کے تحت حضور خاتم الانبیاءﷺ کے نام پر جان بوجھ کراحادیث وضع کیں۔
- ایسے راوی جن کا کسی سے سماع ثابت نہ ہو۔مگروہ کہتے ہوں کہ ہم نے اس حدیث کوفلاں فلاں سے سناہے۔
- ایسے راوی جن پر حدیث وضع کرنے یاجھوٹ وافتراء باندھنے کی تہمت ہو۔
- ایسے متروک راوی جن کی خطائیں کثرت سے ہوں۔جس کی وجہ سے ان کی احادیث متروک کی گئی ہوں اوران کی روایت پراعتماد نہ رہاہو۔
- ایسے حفاظِ حدیث جن کے حفظ میں ہلکاپن ہو۔جس کی وجہ سے وہ اغلاط اوراوہام میں مبتلاہوتے ہوں۔تاہم ان کی احادیث متروک نہیں ہوں گی بلکہ شواہد میں ان کو قبول کیاجائے گا۔البتہ حرام وحلال میں ازراہِ حزم واحتیاط وہ قابل عمل نہیں ہوں گی۔
- ایسے رواۃ جن میں کچھ نہ کچھ کمزوری ہو۔جس کی وجہ سے وہ ثبت،ثقہ اور متقن راویوں کے درجے تک نہیں پہنچ پاتے۔
- ایسے بہت سے راوی جو مجہول ہوں اور جن کے بارے میں کسی ماہر فن نے ان کے بارے میں"**لایعرف اوفیه جہالة اویجهل**"وغیرہ کے الفاظ کہے ہوں۔
- ایسے ثقہ راوی جن میں بدعت کافساد موجود ہو۔
- امام ذہبی علیہ الرحمہ نے ہر اس راوی کا تذکرہ اس کتاب میں کیاہے جس کے بارے میں کوئی معمولی سی بھی جرح ملی۔
- امام ذہبی علیہ الرحمہ ایسے بعض راویوں پر تعارض کودور کرتے ہوئے اپنی رائے کااظہار بھی کرتے ہیں؛جن کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال میں تعارض ہے۔

"میزان الاعتدال" میں رموز کا استعمال:

- ثقہ راوی کے لیے "صح" کا رمز مقرر کیا ہے۔ مثلاً: "ابراہیم بن محمد بن یوسف بن سراج ابواسحاق فریابی، ثم مقدسی "(صح)(59)
- جہاں کہیں بھی جب آپ کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ "هومجهول" اور اس کے لیے کسی معین قائل کی سند نہیں لاتے تو وہ شیخ ابو حاتم کو قول ہوتا ہے۔
- کسی راوی کے بارے میں "فيه جهالة اونكرة اولا يعرف" وغیرہ کہتے ہیں تو یہ امام ذہبی علیہ الرحمہ کا اپنا قول ہوتا ہے۔
- اسی طرح کسی کے بارے میں ثقه، صالح، صدوق، لين وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ بھی ان کے اپنے اقوال ہوتے ہیں۔
- امام ذہبی نے اگر کسی ایسے راوی کا ذکر "ميزان الاعتدال" میں کیا ہو جسے "صحاح سته" کے مصنفین (امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم) میں سے کسی نے حدیث نقل کی ہو تو اس کے لیے الگ سے رموز قائم کیے ہیں۔
- اگر کسی ایک راوی سے ان سب (صحاح ستہ) نے روایت نقل کی ہو تو ان کے لیے حرف "ع" سے اشارہ ہے۔ مثلاً "ابراہیم بن یزید بن شریک التیمی"(ع)(60)
- اگر اس راوی پر سنن اربعہ کے مؤلفین (امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ) متفق ہوں تو اس کے لیے "عو" کا رمز ہے۔ مثلاً "ابان بن عبدالله"(عو)(61)
- معاصرین اور متاخرین نے اسے انتہائی اہم، مفید اور عمدہ تصنیف قرار دیا ہے۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں: "هومن اجل الكتب"۔(62)
- حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) کے نزدیک اسماء مجروحین پر حفاظ کی تحریر کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ جامع "میزان الاعتدال" ہے۔ فرماتے ہیں: الف الحفاظ فى اسماءالمجروحين كتاباكثيرة، كل منهم على مبلغ علمه ومقدارماوصل اليه اجتهاده، ومن اجمع ماوقفت عليه فى ذالك كتاب "الميزان" الذى الفه، ابوعبدالله الذہبی"۔(63)

"میزان الاعتدال" کے بارے میں علماء کی آراء:

معاصرین اور متاخرین نے اس (میزان الاعتدال) کتاب کو نہایت ہی عمدہ اور مفید تصنیف قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ سخاوی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: وعول علیه من جاءبعده۔[64] "بعد میں آنے والے لوگ اس کے محتاج ہیں"۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں: ھومن اجل الکتب"۔[65]

علامہ ابن حجر اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ کتاب اسماء مجروحین پر حفاظ کی تحریر کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ جامع ہے۔[66]

تذکرۃ الحفاظ:

امام ذہبی کی یہ تصنیف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر مؤلف (حافظ ذہبی) کے دور تک کے حفاظِ حدیث کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: **ھذہ تذکرۃ باسماءمعدلی حملة العلم النبوی، ومن یرجع الی اجتهادهم فی التوثیق والتضعیف، والتصحیح والتزییف"**[67]

یہ حاملانِ علم نبوی ﷺ کی عدالت بیان کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔ جن کے اجتہاد پر توثیق وتضعیف اور تصحیح وتزییف (کھوٹ بیان کرنا) میں رجوع کیا جاتا ہے۔

حافظ ذہبی علیہ الرحمہ نے تمام کتب میں اس اُصول کو ملحوظ رکھا ہے اور کسی بھی ایسے شخص کا ترجمہ (تذکرہ) نہیں لکھا جو علم حدیث میں حافظ شمار نہ کیا جاتا ہو۔ چنانچہ خارجہ بن زید ثابت (م100 یا99ھ) اگرچہ فقہاء سبعہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں۔ **خارجه بن زید ثابت الانصاری المدنی: احد الفقہاء من کبارالعلماءالاانه کان قلیل الحدیث فلهذالم اذکرہ فی الحفاظ**[68] چونکہ وہ قلیل الحدیث تھے۔ اس لئے میں نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار نہیں کیا۔ اسی طرح اُن لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں نہیں کیا، جو اگرچہ حدیث کے حافظ تھے مگر محدثین کے نزدیک **متروک الروایہ** خیال کیے جاتے تھے۔ چنانچہ محمد بن سائب کلبی (م146ھ)[69] اور واقدی (م207ھ)[70] وغیرہ کے حافظِ حدیث ہونے کے باوجود **متروک الراوی** ہونے کی وجہ سے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار نہیں کیا۔

امام ذہبی نے اس کتاب میں خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات سے لے کر اپنے دور کے حضرت حافظ مزی علیہ الرحمہ کے حالت تک تحریر کیے ہیں۔ حفاظِ حدیث کے اکیس طبقات قائم کئے ہیں اور اس کتاب میں کل 1176 تراجم ذکر کیے ہیں۔

سِیَرُ أَعْلَامُ النُّبَلَاء:

اس کتاب کے مختلف نام سامنے آئے ہیں تاریخ النبلاء، سیر اعلام النبلاء" مگر صحیح ترین قول کے مطابق اس کتاب کا نام "سیراعلام النبلاء" ہے اس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور سے لے کر امام ذہبی کے دور تک کے احباب کا تذکرہ ملتا ہے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب "تاریخ الاسلام " استفادہ کیا گیا ہے۔ جس میں ہر طرح کے لوگوں کے احوال ذکر کئے گئے ہیں جبکہ "سیراعلام النبلاء" میں صرف احادیث سے تعلق رکھنے والے احباب کا ذکر کیا گیا ہے۔ امام ذہبی کی "تاریخ الاسلام "کی تصنیف کے بعد یہی آرزو تھی کہ کوئی ایک ایسی کتاب ہونی چاہیے جس میں اُن تمام شخصیات کو جمع کر دیا جائے جن کا کسی نہ کسی طرح حدیث سے تعلق ہے تو امام ذہبی نے "سیراعلام النبلاء" کو تالیف کیا اور اس میں جن شخصیات کا ذکر کیا ہے ان کا حدیثی پہلو واضح کیا ہے۔ اور اس میں صرف ان شخصیات کو لائے ہیں جو مقبول رواۃ ہیں۔ مثلاً خفاء، سلاطین، امراء وزراء، قضاء، قراء، محدثین، مفسرین، فقہاء، ادباء، اصحاب اللغۃ، نحاۃ، شعراء، زہاد، فلاسفہ اور متکلمین وغیرہ۔

"سیر اعلام النبلاء" کا منہج:

- امام ذہبی نے "سیراعلام النبلاء" محدثین کا تفصیل سے ذکر کر کے اسے 35 طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کیا پھر پہلے طبقہ میں صحابہ کرام اور تابعین کبار کا ذکر کیا، دوسرے طبقہ سے چھٹے طبقہ تک تابعین کے احوال بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد کے طبقات میں ہر فن سے تعلق رکھنے والے احباب کا ذکر کیا مثلاً: خلفاء، اطباء، صلحاء، زہاد، وزراء، نقباء، سلاطین، شعراء اور نحات وغیرہ۔
- امام ذہبی "سیراعلام النبلاء" میں راوی کا اسم، نسب، القابات، کنیت، ولادت، وفات اور ان کے احوال ذکر کرتے ہیں۔ اساتذہ و شیوخ اور تلامذہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔
- جب اساتذہ و شیوخ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے لیے "رواہ عن، حدثنا عن یاسمع" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔
- جب تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں تو "رواہ عنه، عنه، حدثنا عنه" کے الفاظ لاتے ہیں۔

ان کی اسانید بھی لاتے ہیں۔ اس راوی کی تالیفات ذکر کرتے ہیں ان کا علمی مقام و مرتبہ اور مختلف محدثین کی جرح تعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتے ہوئے لفظ "قلت" استعمال کرتے ہیں۔ کبھی یہ لفظ جرح اور تعدیل کے بعد ذکر کرتے ہیں اور کبھی علمی مقام و مرتبہ کے بعد "قلت" لاتے ہیں۔

- اقوال جرح تعدیل کو بڑے احسن انداز سے ذکر تے ہیں محدثین کے اقوال۔۔۔جو آپ کو راجح لگتا ہے اسے ذکر کرتے ہیں اور بعض مقامات پر اپنا فیصلہ بھی ذکر کرتے ہیں۔
- امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں سند و متن پر بھی کلام کیا ہے؛سند پر کلام کرتے ہوئے یہ اسلوب اختیار کیا ہے: "اسناده صالح،اسناده جيد،رواته سقات،فيه انقطاع،اسناده ضعيف، اسناده واح وغیرذلک" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔
- کبھی حدیث کی صحت پر کلام کرتے ہیں تو "صحيح،متفق عليه،صحيح غريب،في الصحيحين، حسن غريب" کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔
- راوی کی وفات پر بھی مختلف اقوال ذکر کرتے ہیں کئی مقامات پر "قيل مات" کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں کہ اس میں صحیح قول کونسا ہے۔
- شعراء کے اشعار، اطباء کے کلام ذکر کرتے ہیں، کئی مقامات پر تراجم بھی ذکر کرتے ہیں۔اگر کوئی شخصیت زیادہ معروف ہو تو اس کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں جیسے یحیٰ بن معین اور اگر زیادہ معروف نہ ہو تو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق مختصر ذکر کرتے ہیں۔آخری شخصیت جن کا ذکر کیا گیا وہ۔سلطان الملک المنصور نور الدین۔۔ہیں۔

3. تجاویز:

- اس مضمون میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ امام ذہبی کی فن اسماء الرجال کے بارے میں خدمات" کی زیادہ سے زیادہ معلوت دی جائے، تاہم آپ کی تمام کتب اسماء الرجال پر مستقل آرٹیکلز بھی ترتیب دیے جاسکتے ہیں۔
- امام ذہبی کی کتب اسماء الرجال کے اردو میں تراجم کیے جائیں تا کہ افادہ عام ہو سکے۔
- امام ذہبی کی اسماء الرجال پر کتب کے مناہج و اسالیب کے تحقیقی و تنقیدی جائزے بھی پیش کیے جاسکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] ۔القرآن: الحجرات،6

[2] ۔افتخار احمد قاسمی بستوی: اصطلاتِ تخریجِ احادیث واصولِ دراستہِ اسانید، مکتبہ ابو عبد الفتاح، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر، ص168 /170

[3] ۔الصفدی: "صلاح الدین، الوافی بالوفیات" استانبول۔وزارۃ المعارف۔1949ء ج2، ص165، ابن کثیر: "البدایہ

والنہایہ "بیروت۔ دارالفکر (س۔ن) ج14، ص225، الشوکانی: "البدر الطالع۔ قاہرہ۔ 1348ھ ج2، ص110

4 ۔ سبکی: "عبد الوہاب بن تقی الدین، طبقات الشافعیہ الکبریٰ"۔ بیروت۔ دار المعرفہ: ج5، ص216، الصفدی: صلاح الدین "الوافی بالوفیات" استانبول۔ وزارۃ المعارف۔ 1949ء ج2، ص165، ابن کثیر: "البدایہ والنہایہ" بیروت۔ دارالفکر (س۔ن) ج14، ص225۔18

5 ۔ ذہبی: الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، المتوفی748ھ سیر اعلام النبلاء:۔ تقدیم کتب۔ بیروت، موسسہ الرسالتہ۔ 1981ء، ج1، ص12

6 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص216

7 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص216

8 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص216

9 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص216

10 ۔ ذہبی: معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار"۔ قاہرہ۔ 1969ء، ص562۔63

11 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص216، الصفدی: "الوافی بالوفیات" ج2، ص165

12 ۔ ذہبی: میزان الاعتدال، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ج1، ص32

13 ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ": ج5، ص217

14 ۔ ذہبی: میزان الاعتدال (مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، ج1، ص32

15 ۔ دکتور بشار عود مصر کے ایک مشہور محقق، جنہوں نے امام ذہبی کی تالیف "تاریخ الاسلام" کا منہج واسلوب پر ایک بہترین کتاب "الذہبی ومنہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام" تحریر کی۔

16 ۔ ذہبی: "سیر اعلام النبلاء"۔ تقدیم کتب، بیروت۔ دار الکتاب العربی۔ (س۔ن) ج1، ص78۔90

17 ۔ ابن حجر: الدور الکامنہ فی اعیان الثامنہ۔ دار الجیل بیروت، (س۔ن)، ج3، ص392

18 ۔ ابن کثیر: اسماعیل بن عمر بن کثیر۔ البدایہ والنھایہ۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور، 1404ھ۔ 1984ء، ج14 ص28

19 ۔ ذہبی: "المختصر المحتاج الیہ لابن الدبیثی "بغداد 1951ء، ج1/ 76، 86، 106، 131، 151

20 ۔ ذہبی: "تاریخ الاسلام"۔ بیروت۔ دار الکتاب العربی 1410ھ ج "المغازی" ص26

21 ۔ سبکی "طبقات الشافعیہ": ج5، ص216

22 ۔ ابن ناصر الدین: "الرد الوافر"۔ بیروت۔ المتنبہ الاسلامی، 1980ء "ص31

23 ۔ سخاوی: "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ"۔ بیروت۔ دار الکتاب العربی 1399ھ/ 1979ء ص168

24 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ "بذیل" الذہبی "ج10، ص85

[25] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ" ج2، ص248

[26] ۔ ابن ناصر الدین: الرد الوافر" ص35۔36

[27] ۔ ذہبی: میزان الاعتدال" ج3، ص138

[28] ۔ الاعلام، ج1، ص90

[29] ۔ ابن حجر: الدور الکامنہ فی اعیان الثامنہ۔ حیدر آباد، دائرۃ المعارف العثمانیہ 1348ھ، ج3، ص426

[30] ۔ صفدی: "الوافی بالوفیات" ج2، ص165

[31] ۔ سبکی: "طبقات الشافعیہ الکبریٰ"، ج5، ص216۔17

[32] ۔ ذہبی: "تذکرۃ الحفاظ"، بیروت، دار الحیاء التراث العربی (س۔ن) ص36

[33] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص216، ذیل تذکرۃ الحفاظ۔ الوافی بالوفیات۔ الدرر الکامنہ وغیرہم

[34] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص216

[35] ۔ سخاوی: الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ۔ بیروت۔ دار الکتاب العربی، ص472

[36] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص216

[37] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص216

[38] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص216

[39] ۔ سبکی: طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج5، ص217

[40] ۔ صفدی: الوافی بالوفیات، ج2، ص165

[41] ۔ ذہبی: "تذکرۃ الحفاظ" ص34

[42] ۔ محمد بن عثمان الذہبی: انتقاء المختصر المحتاج الیہ من تاریخ الحفاظ ابی عبد اللہ محمد بن سعید بن محمد بن الدبیثی تحقیق و تعلیق الدکتور مصطفیٰ جواد (مطبوعہ المعارف، بغداد۔ 1371ھ، 1051ء) ص8

[43] ۔ انتقاء المختصر المحتاج الیہ" ص8

[44] ۔ الشوکانی: "البدر الطابع"۔ قاہرہ۔ 1347ء۔ ج2، ص110۔11

[45] ۔ ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، بیروت۔ دار الفکر (س۔ن)، ج14، ص225

[46] ۔ الذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص135۔136 بحوالہ ابن ناصر الدین، الرد الوافر، ص31۔32 والبدر الطالع، ج2 ص110

[47] ۔ الذہبی و منہجہ فی کتابہ، ص135۔136 بحوالہ۔ عقد الجمان، ص180

[48] ۔ البدر الطالع، ج2 ص110

[49] ۔الذہبی و منہجہ فی کتابہ، ص136 بحوالہ ۔ عقد الجمان، ص37

[50] ۔"اردو دائرہ معارف اسلامیہ "(دانش گاہ پنجاب، لاہور مقالہ1392P.MHaltھ1972ء)ج9، ص397، بحوالہ محمد کرد علی "خطط الشام "مطبوعہ دمشق1925ء

[51] ۔ایضاًج9، ص1426

[52] ۔ قاسمی:"اصطلاحاتِ تخریج احادیث واصولِ دراستہِ اسانید"، ص191۔192)

[53] ۔ سبکی:"طبقات الشافعیہ "،ج5، ص217

[54] ۔ قاسمی:اصطلاحات تخریج احادیث واصولِ دراستہِ اسانید":ص192، 193، 194

[55] ۔مقدمہ کتاب۔ میزان الاعتدال، ج1، ص1

[56] ۔ذہبی:"میزان الاعتدال"(اردو)، ج1، ص41

[57] ۔تذکرۃ الحفاظ "ج2، ص600

[58] ۔میزان الاعتدال: عربی، ص131، حرف الف / ابان

[59] ۔ذہبی:"میزان الاعتدال: عربی، ص186، حرف الف / ابراہیم

[60] ۔ذہبی:"میزان الاعتدال: عربی، ص203، حرف الف / ابراہیم

[61] ۔میزان الاعتدال: عربی، ص123، حرف الف / ابان

[62] ۔ سبکی:"طبقات الشافعیہ الکبری"، ج5، ص217

[63] ۔ابن حجر: لسان المیزان"۔ حیدر آباد۔ دائرہ معارف العثمانیہ۔1331ھ / 1913ء، ج1، ص4

[64] ۔سخاوی:"الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ"۔ بیروت۔ دار الکتاب العربی1399ھ / 1979ء، ص109

[65] ۔طبقات الشافعیہ "، ج5، ص217

[66] ۔ابن حجر: لسان المیزان"۔ حیدر آباد۔ دائرہ معارف العثمانیہ۔1331ھ / 1913ء، ج1، ص4

[67] ۔ذہبی: تذکرۃ الحفاظ دار لکتب العلمیہ بیروت1998ء، ج7، ص11

[68] ۔ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص71

[69] ۔ذہبی: میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق، علی محمد البجاوی، مکتبہ الاثریہ سانگلہ ھل شیخوپورہ پاکستان، ج3، ص556۔559

[70] ۔ایضاً، 4 / 662۔666) 14